ختم نبوت

اور

کاذب مدعی نبوت

مصنف۔ راجا رشید محمود

طالب دعا۔ زوہیب حسن عطاری

راجا رشید محمود، مدیر اعلیٰ ماہنامہ ''نعت'' لاہور

ختم نبوت اور کاذب مدّعی نبوت

ہر نبی مخلوقِ خدا کے لئے خدا تعالیٰ کی طرف سے ہدایت، شریعت یا کتاب لاتا ہے۔ بنی نوع انسان کی نجات کے لئے اللہ کریم جل وعلا کے پروگرام سے نبی براہ راست واقف اور مطلع ہوتا ہے۔ اس پروگرام کو وحی الٰہی رہنمائی میں وہ لوگوں تک پہنچاتا ہے اور خود اس پروگرام پر عمل کر کے عامۃ الناس کو دکھاتا بھی ہے تاکہ انہیں بھی نیکی کے اس راستے پر چلنے کی ترغیب ہو۔

اصل چیز انسانیت کی ہدایت ہے جسے نازل کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے انبیاء و رسل کو بھیجنے کا سلسلہ جاری رکھا۔ ایک نبی بھیجا جاتا۔ وہ بعض اُمور کے لئے ہدایت جاری کرتا اور کچھ پہلو رہ جاتے۔ پھر دوسرا نبی آتا اور بعض احکام جاری کرتا، لیکن پھر کچھ امور رہ جاتے سارے عالم انسانیت کے لئے ہر لحاظ سے مکمل ہدایت پہلے کبھی نازل نہ کی گئی تھی۔ نہ پہلے انبیاء کی عملی رہنمائی زندگی کے تمام شعبوں کو محیط تھی مثلاً حضرت سلیمان علیہ السلام نے شاہی میں زندگی گزاری تھی اور فقر و استغنا کے لئے ان کی حیات مُبارک میں کوئی نمونہ نہیں ہے۔ اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے تجرد کی زندگی گزاری۔ ان کی پاک زندگی میں ازدواجی رہنمائی نہیں ملتی۔ چنانچہ پہلی ساری شریعتیں جزوی تھیں۔ پہلے تمام انبیاء کی زندگیاں ہر لحاظ سے پوری انسانیت کے لئے مکمل نمونہ بھی نہ تھیں۔ پہلے کسی نبی کے ہاں پورے کا پورا ضابطہ اخلاق بھی نہیں ملتا۔

جب تک کوئی چیز اپنے کمال کو نہیں پہنچتی، اس میں ارتقائی تغیرات آتے رہتے ہیں اور جب مرتبہ کمال کو پہنچ جاتی ہے، اس میں ارتقاء کا کوئی سوال نہیں ہوتا، اس میں تغیر نہیں آتا وہ آخر تک اسی مرتبہ کمال پر رہتی ہے۔ اس میں کوئی اضافہ نہیں ہوتا، اسے آگے بڑھانے کی حاجت نہیں ہوتی۔ شریعت اور احکامِ ربانی کا سلسلہ حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہوا اور ارتقائی منازل طے کرتا ہوا حضور فخرِ موجودات باعثِ ظہور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچا تو اپنے منتہائے کمال تک پہنچ گیا۔ اسی لئے خدا تعالیٰ نے فرمایا۔

اليوم اكملت لكم دينكم واتممت عليكم نعمتى (سورۃ المائدہ)

یعنی آج میں نے تمہارے دین کو مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت کو مکمل کر دیا۔

سورۃ الاحزاب میں ہے۔

لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنہ

کہ حضور ﷺ کی حیاتِ طیبہ تمہارے لئے بہترین نمونہ ہے اور حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

بعثت لا تمم مکارم الاخلاق

میں اس لئے آیا ہوں کہ نظامِ اخلاق کو مکمل کر دُوں۔

اللہ نے حضور ﷺ پر دین مکمل کر دیا۔ حضور ﷺ کی زندگی کو نمونہ کامل قرار دیا۔ حضور ﷺ نے ادھورے اخلاق کو پورا فرمانے کے لئے اپنی تشریف آوری کا اعلان فرمایا تو پھر سرکار ﷺ کے بعد کسی نبی کے آنے کی کیا حاجت رہ جاتی ہے۔ جب دین نے اپنے مرتبہ کمال کو جالیا، جب نبی الانبیاء ﷺ کی حیاتِ مطہرہ ہر بندے کے لئے کامل نمونہ قرار دے دی گئی۔ یعنی اُس میں زندگی کے ہر پہلو کے لئے رہنمائی موجود ہونے کا اعلان فرمادیا گیا اور حضور ﷺ نے نظامِ اخلاق کی تکمیل بھی فرمادی اور حضور ﷺ کو سب جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجنے کی بات بھی واضح ہوگئی۔ "وما ارسلنک الا رحمۃ للعلمین" تو پھران کے بعد کسی نبی کی کیا ضرورت باقی رہی۔

اللہ تعالیٰ کا نظامِ رحمت ہے جو ہمیں بچائے ہوئے ہے۔ سورج کی حدّت کے اور ہمارے درمیان نظامِ رحمت حائل ہے کہ ہم جل بھن نہیں جاتے۔ طوفانوں کے راستے میں یہی نظامِ رحمت رکاوٹ ہے کہ ہم محفوظ ہیں۔ یہی نظامِ رحمت کائنات کو ایک خاص پروگرام کے تحت چلا رہا ہے۔ اسی نظامِ رحمت کی برکت ہے کہ پورا نظامِ شمسی دھڑام سے گر نہیں پڑتا۔ ایک سیارہ دوسرے سیاروں سے نہیں ٹکراجاتا۔ چاند خود سے روشن نہیں ہے لیکن اسی نظامِ رحمت کی بدولت سورج سے روشنی لے کر اس کے انعکاس کو چاندنی کے روپ میں ہم پر نچھاور کرتا ہے اور ہم اس سے مستفید ہوتے ہیں۔ یہی نظامِ رحمت ہمارے اندر موجود خلیوں کو پیدا کرتا ہے ختم کرتا ہے، انہیں ترتیب اور تنظیم بخشتا ہے۔ یہ نظامِ رحمت نہ ہوتا تو ایک خلیہ کروڑوں خلیوں کو جنم نہ دے سکتا اور ایک خلیے سے جسمِ انسانی کے ہر حصے کے خلیے الگ الگ ایک نظام کے تحت جنم لیتے، ختم ہوتے اور انسانی جسم کو چلاتے نہ رہتے۔ یہی نظامِ رحمت قرآن کی زبان میں "رحمۃ اللعالمین" کہلاتا ہے۔ پہلے انبیاء تو اپنے اپنے علاقے، اپنے اپنے قبیلے کے لئے رہنمائی کی ذمہ داری سنبھالتے رہے۔ اب حضور ﷺ تمام دنیاؤں کے لئے رحمت بن کر آئے، کوئی سیارہ، کوئی مقام، کوئی مخلوق ان کے دائرہ رحمت سے باہر نہیں۔ انہوں نے نظامِ اخلاق کی بھی تکمیل فرمادی، ان پر دین بھی مکمل ہوگیا، ان کی سیرتِ مطہرہ نمونہ کامل بھی قرار دی گئی۔ پھر اُن کے بعد کیا اضافہ ممکن ہے۔ کیا ترقی

رہ گئی۔ کس تکمیل کی حاجت ہے۔ چنانچہ نبوت کا سلسلہ بھی ہمیشہ کے لئے بند کر دیا گیا۔
سورۃ الاحزاب میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین و کان اللہ بکل شیء علیما۔

محمد ﷺ تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں ہیں۔ لیکن آپ اللہ کے رسول اور تمام نبیوں میں آخری ہیں اور اللہ ہر چیز کا جاننے والا ہے۔

سنن ابی داؤد اور ترمذی شریف میں ایک حدیث پاک ہے۔ سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا۔
قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہو سکتی۔ جب تک بہت سے دجال اور کذاب نہ اٹھائے جائیں جن میں سے ہر ایک یہ کہتا ہو کہ وہ نبی ہے۔ حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں اور میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

بخاری شریف اور ترمذی شریف کی ایک حدیث پاک حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے
''جب لوگ قیامت کے دن تمام انبیاء کے پاس سے ٹھوکریں کھاتے پریشان حال حضور ﷺ کے پاس آئیں گے تو یہ کہیں گے کہ انت رسول اللہ و خاتم الانبیاء (آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور خاتم الانبیاء ہیں)۔''

صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ایک حدیث مبارکہ میں ہے کہ
''حضور ﷺ نے دیگر انبیاء کرام پر اپنی چھ فضیلتوں کا ذکر فرمایا جن میں سے ایک یہ ہے کہ ''مجھ سے انبیاء کو ختم کیا گیا۔''

دارمی میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ایک حدیث میں ہے۔ حضور سیدنا ﷺ نے فرمایا
''میں قائد مرسلین ہوں، اور فخر نہیں، میں خاتم النبیین ہوں اور فخر نہیں۔''

صحیحین میں ہے۔
''میری مثال اور مجھ سے پہلے انبیاء کی مثال ایسی ہے جیسے کسی شخص نے گھر بنایا ہو، آراستہ پیراستہ کیا ہو مگر ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی ہو۔ لوگ آ کر اس گھر کا پھیرا لگاتے ہوں۔ ان کو یہ عمارت بہت پسند آتی ہو مگر کہتے ہوں کہ یہ ایک اینٹ بھی کیوں نہ رکھ دی گئی (کہ عمارت مکمل ہو جاتی) حضور ﷺ نے فرمایا میں وہی اینٹ ہوں اور میں خاتم النبیین ہوں''

بخاری شریف اور مسلم شریف میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور ترمذی شریف میں حضرت سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے کئی حدیثیں مروی ہیں جن میں سرکار ﷺ نے فرمایا کہ

میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ ابن ماجہ میں ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا۔ میں سب نبیوں سے آخر میں آنے والا ہوں اور تم سب اُمتوں کے آخر میں آنے والے ہو۔

غرض قرآن وحدیث میں حضور سید عالم ﷺ کے آخری نبی ہونے کے واضح اعلانات ملتے ہیں۔

لیکن جیسا کہ پہلے عرض کیا جا چکا ہے، دجال اور کذاب لوگوں کی خبر بھی حضور ﷺ نے سُنا دی کہ وہ بعد میں بھی نبوت کا دعویٰ کریں گے جو جھوٹا ہوگا۔

آقا حضور ﷺ کے بعد بہت سے جھوٹوں نے ''نبی'' ہونے کا ادعا کیا جن میں مسیلمہ کذاب بہت مشہور ہے۔ کہ حضور ﷺ کی حیات مبارکہ ہی میں اس نے یہ حرکت کرنے کی جسارت کر لی تھی۔

آقا حضور ﷺ کے خلیفہ اوّل حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اس فتنے کے سدِّ باب کا اعزاز حاصل ہوا۔ اسودِ عنسی قبیلہ بنو اسلم سے تھا۔ اس نے 15 صفر 11 ہجری کو نبوت کا دعویٰ کیا۔ سجاح قبیلہ بنو تغلب کے سردار کی لڑکی تھی اور شہر موصل کی رہنے والی تھی اس نے 28 ربیع الثانی 11 ہجری کو نبوت کا دعویٰ کیا۔ حکم بن ہشام (المقنع) نے 11 اپریل 759ء کو یہ جھوٹ بولا۔ قرمط 859ء کو کوفے میں پیدا ہوا۔ اسے 3 اپریل 891ء کو اس جھوٹ کی جسارت ہوئی۔ مرزا علی محمد باب 1819ء میں شیراز میں پیدا ہوا۔ اس نے بھی نبوت کا دعویٰ کیا۔ بہا اللہ ایرانی اور غلام احمد قادیانی نے بھی یہی حرکت کی۔ علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے ان دونوں کے متعلق کہا۔

آں زِ ایراں بود و ایں ہندی نژاد
آں زِ حج بیگانہ و ایں از جہاد
سینہ ہا از گرمئ قرآں تہی!
از چنیں مرداں چہ اُمید بہی

وہ ایران سے تھا اور یہ ہندی نسل سے ہے۔ وہ حج سے بیگانہ تھا، یہ جہاد سے بیگانہ ہے۔ ان کے سینے قرآن کی گرمی سے خالی تھے، ایسوں سے بھلائی کی کیا اُمید ہو سکتی ہے۔

مرزا غلام احمد قادیانی چونکہ ہندی النسل ہے۔ اس لئے برصغیر میں اس کے ماننے والے موجود ہیں۔ مرزا غلام احمد برلاس قوم سے ہونے کا مدعی تھا۔ اس کا سوانح نگار عبدالقادر (سابق سوداگر مل) کے بقول، ''کوئی مستند دستاویز ایسی نہیں جن کی بنا پر صحیح تاریخِ ولادت بتائی جا سکے''، البتہ مرزا بشیر احمد نے بعض تحریروں سے اندازہ لگایا کہ غلام احمد 13 فروری 1835ء مطابق 14 شوال 1250ھ کو پیدا ہوا۔''

(حیات طیبہ از عبدالقادر صفحہ 12)

مسلمان پہلے ہی دن سے قادیانیوں کو کافر سمجھتے تھے۔ مگر برطانوی حکومت اور اس کے زیر اثر لوگ

ان کی حمایت پر کمر بستہ رہے۔ آخر مسلمانوں کی بھرپور جدوجہد سے مجبور ہو کر پاکستان قومی اسمبلی نے 1974ء میں قادیانی اور لاہوری جماعت کے افراد کو غیر مسلم اور کافر اقلیت قرار دیا، اور 1984ء میں اس اعلان پر عمل درآمد کے لئے حکومت کے سربراہ نے متعلقہ آرڈی نینس جاری کر دیا۔

قرآن و احادیث میں واضح طور پر حضور ختمی مرتبت ﷺ کو خاتم النبیین کہا گیا ہے جس کا واضح مطلب یہ ہے کہ بعثتِ انبیاء کا سلسلہ سرکار ﷺ پر ختم ہو چکا۔ لیکن مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی جعلی نبوت کے اثبات میں قرآنی نص میں تحریفِ معنوی کی اور "خاتم النبیین" کی نئی تعبیر کی۔ لکھا۔

"وہ خاتم الانبیاء ہے، مگر ان معنوں سے نہیں کہ آئندہ اس سے کوئی روحانی فیض نہیں ملے گا۔ بلکہ ان معنوں سے کہ وہ صاحبِ خاتم ہے۔ بجز اُس کی مہر کے کوئی فیض کسی کو نہیں پہنچ سکتا اور اس کی اُمت کے لئے قیامت تک مکالمہ اور مخاطبہ، الٰہیہ کا دروازہ کبھی بند نہ ہوگا۔"

(حقیقۃ الوحی از مرزا غلام احمد قادیانی صفحہ 27)

مرزا قادیانی کے ملفوظات میں بھی ہے۔

"خاتم النبیین کے معنی یہ ہیں کہ آپ کی مہر کے بغیر کسی نبوت کی تصدیق نہیں ہو سکتی۔ جب مہر لگ جاتی ہے تو وہ کاغذ سند ہو جاتا ہے اور مصدقہ سمجھا جاتا ہے۔ اسی طرح آنحضرت ﷺ کی مہر اور تصدیق جس نبوت پر نہ ہو وہ صحیح نہیں ہے۔"

(ملفوظات۔ مرزا غلام احمد قادیانی۔ جلد پنجم صفحہ 290)

قادیانیوں پر اہل اسلام کی طرف سے جو اعتراض کئے جاتے ہیں۔ انہوں نے خاتم النبیین کے معنی کے متعلق ان میں سے ایک اعتراض کا جواب یوں دیا۔

"خاتم النبیین کے معنی ہیں "نبیوں کی مہر" جس طرح مہر کاغذ پر اپنے نقوش ثبت کرتی ہے۔ اسی طرح آنحضرت ﷺ کے نقوشِ قدم ثبت ہو جاتے ہیں گویا دوسرے انبیاء کی نسبت اللہ تعالیٰ نے آپ کو خاتم النبیین کا منصب دے کر یہ خاصیت بخشی ہے کہ آپ کی روحانی توجہ نبی تراش ہے اور آپ کا کامل متبع نبوت کے مقام پر بھی فائز ہو سکتا ہے۔"

(جماعت احمدیہ سے متعلق بعض سوالات کے جوابات، مرتبہ محمد اسدُ اللہ قادیانی صفحہ 9)

سیدھی سی بات ہے کہ جس چیز کو بند کرنے کے بعد اس پر مہر یا سیل لگا دیتے ہیں۔ اس کو عربی میں "ختم" کہا جاتا ہے۔ جیسے سورہ بقرہ میں ہے۔ "**ختم الله علی قلوبهم**"۔ کفار کے دلوں پر اللہ تعالیٰ نے مہر لگا دی ہے۔ یعنی اب ان کے دلوں میں ہدایت نہیں آسکتی۔ اسی طرح حضور ﷺ کے خاتم النبیین ہونے کا واضح مطلب اس کے علاوہ ہو ہی نہیں سکتا کہ اب کوئی اور نبی نہیں آئے گا اور جب احادیث نبوی

ﷺ میں واضح طور پر یہی معنی موجود ہیں تو یہ بات قابلِ بحث ہی نہیں رہتی۔ لیکن معلوم ہوتا ہے کہ نبی بننے کے شوق میں مرزا غلام احمد قادیانی اتنی سی بات کو بھی لوگوں کی نظروں سے چھپانے کی کوشش کر رہا ہے کہ نبی بنانا اللہ کا کام ہے۔ حضور ﷺ کا نہیں۔ سورہ الانعام میں ارشادِ خداوندی ہے۔

اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ

کہ اللہ خوب جانتا ہے وہ کسے رسول بنائے گا۔

گروہِ انبیاء میں کوئی نبی قسط وار نبی نہیں بنا۔ نبی تو وہ ازل ہی سے ہوتا ہے جب خدا تعالیٰ کی طرف سے اذن ہوتا ہے وہ اپنی نبوت کا اعلان فرما دیتا ہے۔ جیسا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے پنگھوڑے سے اپنی والدہ کی بریت اور اپنی نبوت کا اعلان فرمایا۔ یا حضور حبیب کبریا علیہ الصلوٰۃ والثناء نے اذن پاتے ہی لوگوں پر یہ حقیقت واشگاف کر دی۔ حالانکہ آپ اُس وقت بھی نبی تھے۔ جب حضرت آدم علیہ السلام مٹی اور پانی کے درمیان تھے۔ لیکن مرزا غلام احمد قادیانی نے پہلے اپنے آپ پر الہام ہونے کا دعویٰ کیا۔ پھر مجدد بنا۔ پھر بیعت لینا شروع کی۔ پھر مسیح موعود اور مہدی ہونے کا دعویٰ کیا اور آخر میں اس پر انکشاف ہوا کہ وہ "نبی" ہے۔ تاریخ احمدیت میں ہے۔

> 1900ء کے آخر اور 1901ء کے اوائل میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام (؟) پر یہ انکشاف ہوا کہ مقامِ نبوت صرف کثرتِ مکالمہ و مخاطبہ سے مشرف ہونے کا نام ہے۔ اور نئی شریعت کا لانا، پہلی شریعت کا ترمیم کرنا یا براہِ راست منصبِ نبوت و رسالت کا حصول، نبی کی تعریف میں داخل نہیں ہے۔

(تاریخ احمدیت جلد سوم۔ مرتبہ دوست محمد شاہد، صفحہ 198)

تعریفِ نبوت کی تبدیلی کا سب سے پہلا تحریری اعلان 5 نومبر 1901ء کو اشتہار "ایک غلطی کا ازالہ" (مشمولہ الحکم قادیان۔ 10 نومبر 1901ء صفحہ 5،7) کے ذریعے کیا گیا۔ دوست محمد شاہد نے اس کا ذکر کر کے حاشیے میں یہ وضاحت بھی کی ہے کہ پہلے 1900ء میں مولوی عبدالکریم اپنے خطباتِ جمعہ میں اس خیال کا اظہار کرتے رہے۔ 17 اگست 1900ء کے خطبے میں مولوی صاحب نے مرزا کو مرسل ثابت کیا اور **لا نفرق بین احد منهم** والی آیت ان پر چسپاں کی جسے مرزا نے پسند کیا" (تاریخِ احمدیت جلد سوم صفحہ 192)۔ یعنی اس کے نبی ہونے کا اسے خود ابھی احساس نہیں ہوا تھا کہ مولوی عبدالکریم نے اس کی نبوت کو ثابت کرنا شروع کیا اور اس نے اس کو پسند کر کے اپنی نبوت کا اعلان کر دیا۔

چنانچہ مرزا بشیر الدین محمود احمد (مرزا کا بیٹا اور دوسرا خلیفہ) لکھتا ہے۔

"پس یہ ثابت ہے کہ 1901ء سے پہلے کے وہ حوالے جن میں آپ نے نبی ہونے سے

انکار کیا ہے۔ اب منسوخ ہیں اور اُن سے حجت پکڑنی غلط ہے۔"

(حقیقۃ النبوۃ از میاں بشیر الدین محمود احمد صفحہ 121)

یعنی مرزا مردود ایسا "نبی" ہے جسے پہلے خود بھی پتا نہیں تھا کہ وہ کیا ہے۔ وہ قسط وار ترقی کرتا رہا اور آخرِ کار مولوی عبدالکریم نے اپنے "خطبات جمعہ" کے ذریعے اسے یقین دلایا کہ وہ نبی ہے چنانچہ وہ نبی بن بیٹھا۔

نبی کے لغوی معنی ہی غیب کی خبریں دینے والا کے ہیں۔ تمام انبیاء کرام غیب کی خبریں دیتے رہے۔ حضور فخرِ موجودات علیہ التحیۃ والصلوٰۃ بھی خدا تعالیٰ کی عطائے خاص سے معاملات غیب پر مطلع کیے گئے تھے اور عالمِ ما کان و ما یکون تھے۔ سب کچھ ان کے سامنے آئینہ تھا اور کتب احادیث میں ایسے واقعات بکھرے ہوئے ہیں کہ سرکار ﷺ نے لوگوں کو غیب کی خبریں دیں۔ مثلاً قرآن کریم نے حضور ﷺ سے 615ء میں جبکہ ایران کی عظمت کا ڈنکا بج رہا تھا اور سلطنتِ روم کمزور نہ تھی، یہ خبر دلوائی کہ اگرچہ رومی مغلوب ہو گئے۔ لیکن اس شکست کے بعد عنقریب چند سال میں وہ غالب آ جائیں گے۔ (سورۂ روم) اور دُنیا جانتی ہے کہ 623ء میں اہلِ روم پارسیوں پر غالب آ گئے، 2 ہجری میں مسلمان پریشان حال تھے۔ حضور ﷺ نے فرمایا۔

"بے شک اگر اللہ نے چاہا تو ضرور تم لوگ بے خوف وخطر مسجدِ حرام میں داخل ہو گے"

(سورۂ فتح)

اور 8 ہجری میں مسلمان مکہ معظمہ میں فاتحانہ حیثیت سے داخل ہو گئے۔ 12 رمضان المبارک 2 ہجری کو حضور نور مجسم ﷺ نے جنگِ بدر کے موقع پر فرمایا۔ میرا رب ارشاد فرماتا ہے کہ

ان یقاتلو کم یولّو اکم الادبار

اگر اہلِ مکہ تم سے لڑیں گے تو پیٹھ پھیریں گے۔ (سورۂ ال عمران)

تاریخ شاہد ہے کہ جنگِ بدر میں مسلمانوں کو عظیم الشان کامیابی نصیب ہوئی۔

مختلف احادیثِ مبارکہ میں بے شمار ایسے واقعات ہیں جن کے وقوع سے پہلے سرکارِ دو عالم ﷺ نے خبر دے دی تھی اور وہ حضور ﷺ کی دی ہوئی خبر کے عین مطابق وقوع پذیر ہوئے۔ مثلاً حزیم بن اوس سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے حیرہ کے فتح ہونے کی خبر دی اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں حیرہ فتح ہوا۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ، حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ، حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایتیں کتب احادیث میں موجود ہیں کہ حضور ﷺ نے کسریٰ اور قیصر کے ہلاک ہونے کی خبر دی۔ یہ بھی فرمایا کہ اُن کے خزانے مالِ غنیمت بن جائیں گے اور ان کے بعد

کسریٰ اور قیصر نہیں ہوں گے۔ بہت سی احادیث میں ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت طلحہ، حضرت زبیر، حضرت ثابت بن قیس بن شماس، حضرت رافع بن خدیج، ام ورقہ، عمار بن یاسر، نعمان بن بشیر، اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہم کی شہادت کی خبر دے دی تھی اور اس سلسلے میں واقع ہونے والے بہت سے واقعات بتا دیئے تھے۔

حضرت عمر، اور حضرت عبدالرحمٰن بن ابی یعلیٰ رضی اللہ عنہم سے کئی حدیثیں مروی ہیں کہ حضور ﷺ نے حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے بارے میں معلومات مہیا فرما دی تھیں جو بعد میں اسی طرح سامنے آئیں۔

بخاری شریف میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا کہ میرا یہ بیٹا سید ہے اور یقیناً اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے مسلمانوں کے دو گروہوں میں صلح کرا دے گا۔

حضور حبیب کبریا علیہ التحیۃ والثناء نے ہزار ہا معاملات میں پہلے سے خبر دی جو من وعن دُرست ثابت ہوئی۔ اس سلسلے میں بہت سی کتابیں لکھی گئی ہیں جن میں سے ایک خصائص الکبریٰ فی معجزات خیرالوریٰ، علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی ہے۔ جس میں ہزار ہا ایسے واقعات جمع کر دیئے ہیں۔ نمونے کے طور پر چند واقعات کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے۔ حضور ﷺ نے شام میں پھیلنے والے طاعون کی خبر دی۔ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کے طویل عمر پانے اور نابینا ہونے کی خبر دی۔ آپ ﷺ نے خبر دی کہ چوتھی صدی میں لوگ بدل جائیں گے۔ آپ نے خوارج کی خبر دی، بغداد کی تعمیر کی خبر دی، غرض مُخبر صادق ﷺ نے مختلف معاملات میں جو جو کچھ اپنے نام لیوا رفقا کے سامنے فرما دیا۔ وہ درست ثابت ہوا۔

لیکن حضور ﷺ کے بعد جن کذابوں نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ انہوں نے بھی اپنے آپ کو نبی ثابت کرنے کی کوشش میں بہت سی پیشگوئیاں کیں۔ دیکھنا چاہئے کہ ان پیشگوئیوں کا کیا حال ہوا۔

مسیلمہ کذاب نے 7 ربیع الاول 10 ھ کو پیشگوئی کی کہ

''محمد ایک مہینے کے بعد فوت ہو جائیں گے اور اسلام کا آفتاب غروب ہو جائے گا اور بے شک یہ کلام آسمانِ فضل سے نازل ہوا'' (میزان الادیان جلد اول، صفحہ 198)

دنیا جانتی ہے کہ حضور محبوب ﷺ کبریا ﷺ 12 ربیع الاوّل 11 ہجری تک اس دُنیا میں رونق افروز رہے اور مسیلمہ کذاب ٹھہرا۔

اسودِ عنسی نے 27 جمادی الثانی 11 ہجری کو یہ کہا کہ

''اسلام تین سال کے بعد مٹ جائے گا اور میں یہ پیشگوئی خالقِ ارض وسماء کے حکم سے کر رہا ہوں۔'' (میزان الادیان جلد اول، صفحہ 196)

کسے معلوم نہیں کہ اسلام آج تک موجود ہے۔ سجاح نے 5 ذی قعد 11 ہجری کو یہ پیشگوئی کی کہ حکومتِ روم دوسال کے بعد عرب پر غالب آجائے گی اور یہ خبر نسیم آسمانی نے پہنچائی ہے۔

(تاریخ ابوالفدا ۔جلد چہارم صفحہ 211)

اس خبر کا حشر بھی دنیا جانتی ہے۔

المقنع نے 6 اکتوبر 759ء کو پیشگوئی کی کہ ابو مسلم خراسانی دوسال کے بعد یقیناً ہلاک ہو جائے گا۔

(تاریخ العرب صفحہ 344) تاریخی شواہد سامنے ہیں کہ ابو مسلم خراسانی 2 نومبر 784ء تک زندہ رہا۔

قرمط نے 23 مارچ 968ء کو خبر دی کہ

''دو مہینے کے بعد آفتاب مشرق کے بجائے مغرب سے طلوع ہوگا اور بے شک یہ ایک عجیب بات ہے۔'' (میزان الادیان جلد اول، صفحہ 218)

ظاہر ہے کہ یہ خبر جھوٹ نکلی۔

مرزا علی محمد باب نے 5 اپریل 1848ء کو شاہِ ایران کے دوسال بعد ہلاک ہونے کی پیشگوئی کی لیکن وہ 1856ء تک زندہ رہا۔

مرزا نے 1891ء میں کہا کہ

''عرشِ اعظم پر محمدی بیگم کے ساتھ میرا نکاح ہو چکا ہے اور میں یقین کے ساتھ کہتا ہوں کہ وہ اس دُنیا میں ضرور میرے نکاح میں آئے گی۔''

لیکن ہوا یہ کہ وہ آخر دم تک محمدی بیگم کی زیارت سے محروم ہی رہا۔ اسی طرح اس نے عیسائی پادری آتھم کی موت کے بارے میں کہا کہ

''وہ 5 دسمبر 1894ء تک مر جائے گا۔''

لیکن وہ زندہ رہا اور عیسائیوں نے اس کا بڑی شان وشوکت سے جلوس نکالا۔ مرزا نے زندگی میں بہت پیشگوئیاں کیں اور ان کا انجام یہی ہوا۔ لیکن اس نے اپنے بارے میں جو پیشگوئی کی تھی۔ اس کا حال دیکھئے کہا۔

''بشارت ہوئی کہ عمر اسی سال ہوگی یا اس سے زیادہ۔''

(مواہب الرحمٰن ۔ از مرزا غلام احمد قادیانی صفحہ 21)

لیکن ہوا یہ کہ اڑسٹھ سال کی عمر میں مر گیا۔ 1907ء میں اُس نے اس الہام کا دعویٰ کیا کہ

''میں تیری عمر کو بڑھا دوں گا۔ یعنی دشمن جو کہتا ہے کہ صرف جولائی 1907ء میں چودہ مہینے تک تیری عمر کے دن رہ گئے ہیں یا ایسا ہی دوسرے دشمن پیشگوئی کرتے ہیں۔ ان

سب کو جھوٹا کر دوں گا اور تیری عمر کو بڑھا دوں گا۔تا معلوم ہو کہ میں خدا ہوں اور ہر ایک میرے اختیار میں ہے۔" (تبلیغ رسالت جلد دہم، صفحہ 132)

لیکن عمر نہ بڑھی اور اللہ نے "مخالفین" ہی کی بات سچ کر دکھائی ۔ مرزا مئی 1908ء سے آگے نہ بڑھا۔اس کے باوجود مرزا کا دعویٰ ملاحظہ ہو۔

"میں سچ سچ کہتا ہوں کہ جس کثرتِ تعداد اور صفائی سے غیب کا علم حضرت جل شانہٗ نے اپنے ارادہ خاص سے مجھے عنایت فرمایا۔اگر دُنیا میں اس کثرتِ تعداد اور انکشافات تام کے لحاظ سے کوئی اور بھی میرے ساتھ شریک ہے تو میں جھوٹا ہوں۔"

(تریاق القلوب مرزا غلام احمد قادیانی صفحہ 147)

مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے لئے "غیر مستقل نبوت" گھڑ لی ہے۔ حالانکہ قرآن واحادیث کی رو سے جو شخص وحی کا دعویٰ کرتا ہے۔وہ نبوتِ مستقلہ کا دعویٰ کرتا ہے۔کیونکہ غیر مستقل نبوت کا کوئی تصور نہیں ہے۔لیکن مرزا نے اپنے لئے کبھی ظلی، کبھی بروزی نبی کی اصطلاح گھڑی ہے۔وہ کہتے ہیں کہ وہ کوئی نئی شریعت نہیں لائے۔حضور سرکار دو عالم ﷺ کی امتی ہیں۔اس لئے ظلی نبی ہیں۔

"(حضور ﷺ کے بعد) صرف اس نبوت کا دروازہ بند ہے جو احکام شریعت جدیدہ ساتھ رکھتی ہو یا ایسا دعویٰ ہو جو آنحضرت ﷺ کی اتباع سے الگ ہو کر کیا جائے۔لیکن ایسا شخص جو ایک طرف خدا تعالیٰ کی وحی میں امتی قرار پاتا ہے۔پھر دوسری طرف اس کا نام نبی بھی رکھا ہے۔یہ دعویٰ قرآن شریف کے احکام کے مخالف نہیں ہے۔کیونکہ یہ نبوت بھی باعث امتی ہونے کے دراصل آنحضرت ﷺ کی نبوت کا ایک ظل ہے۔کوئی مستقل نبوت نہیں۔"

(ضمیمہ براہینِ احمدیہ حصہ پنجم، مرزا غلام احمد قادیانی طبع اوّل صفحہ 181)

اسی طرح "ازالہ اوہام" میں لکھتا ہے۔

"ہمیں جو کچھ ملتا ہے، ظلی اور طفیلی طور پر ملتا ہے۔" (جلد اوّل، صفحہ 138)

"چشمہ معرفت" میں ہے۔

"وہ نبوت جو اُس کی کامل پیروی سے ملتی ہے اور جو اُس کے چراغ سے نور لیتی ہے، وہ ختم نہیں۔" (صفحہ 324)

قادیانیوں نے بھی مرزا کی نبوت کو ظلی کہا ہے۔لیکن اس کا مرتبہ سب انبیاء سے بڑا بتایا ہے۔

"حضرت مسیح موعود (لعنۃ اللہ علیہ) نبی تھے۔آپ کا درجہ مقام کے لحاظ سے رسول کریم ﷺ کا شاگرد اور آپ کا ظل ہونے کا ہے۔دیگر انبیاء علیہم السلام میں سے بہتوں سے

آپ بڑے تھے۔ممکن ہے سب سے بڑے ہوں۔"

(الفضل قادیان 29 اپریل 1967ء)

کبھی مرزا اپنی نبوت کو بروزی قرار دیتا ہے۔

"اب بعد اس (خاتم الانبیاء) کے کوئی نبی نہیں مگر، وہی جس پر بروزی طور سے محمدیت کی چادر پہنائی گئی ہو۔۔ پس جو کامل طور پر مخدوم میں فنا ہو کر خدا سے نبی کا لقب پاتا ہے، وہ ختم نبوت کا خلل انداز نہیں۔" (کشتی نوح، مرزا غلام احمد قادیانی۔ صفحہ 24)

البدر کی 4 ستمبر 1903ء کی اشاعت میں کسی نے مرزا سے پوچھا کہ بروز کسے کہتے ہیں۔ اُس نے کہا۔"جیسے شیشہ میں انسان کی شکل میں آتی ہے۔" حالانکہ وہ شکل بذاتِ خود الگ قائم ہوتی ہے۔اس کا نام بروز ہے۔

(ملفوظات۔جلد ششم۔مرزا غلام احمد قادیانی صفحہ 122)

مرزا نے اپنی بیویوں کو"امہات المؤمنین" قرار دیا، اپنے گھر والوں کو"اہلِ بیت" کہا۔جن لوگوں نے مرزا کی زیارت کی انہیں"صحابہ" بنایا، اسی قسم کا ایک"صحابی" سید سرور شاہ قادیانی کہتا ہے۔

"بروز کے معنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خود لکھے ہیں کہ اصل اور بروز میں فرق نہیں ہوتا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ جب آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ غلامی کی نسبت بیان کرتے ہیں تو فرماتے ہیں"من یک قطرہ ز آبِ لالِ محمدم (صلی اللہ علیہ وسلم)۔ لیکن جب آپ بروز کی رنگت میں جلوہ نما ہوتے تو فرماتے۔"من فرق بینی المصطفی فما عرفنی ومارٰی" کہ جو مجھ میں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں ذرا بھی فرق کرتا ہے۔اس نے نہ مجھے دیکھا، اور نہ مجھے پہچانا۔" (اخبار الفضل قادیان، 26 جنوری 1916ء)

مرزا غلام احمد قادیانی نے جس طرح بتدریج ترقی کی، اس کی طرف توجہ دلائی جاچکی ہے لیکن یہ سمجھنا کہ مرزا کے مرنے کے بعد"ارتقاء" کا یہ عمل جاری نہیں رہا۔ دُرست نہیں۔مرزا تو ایک مولوی سے ترقی کی منازل طے کرتے کرتے ظلی، بروزی اور نئی شریعت کے بغیر نبی ہے۔لیکن اس کے صاحبزادے نے ظلی، بروزی والی بیخ بھی اڑادی۔اس نے اپنے باپ کو"حقیقی نبی" قرار دیا۔

"درحقیقت خدا کی طرف سے خدا تعالیٰ کی مقرر کردہ اصطلاح کے مطابق قرآنِ کریم کے بتائے ہوئے معنی کی رُو سے جو نبی ہو، اور نبی کہلانے کا مستحق ہو، تمام کمالاتِ نبوت اُس میں اس حد تک پائے جاتے ہوں۔جس حد تک نبیوں میں پائے جانے ضروری ہیں تو میں کہوں گا کہ ان معنوں میں حضرت مسیح موعود حقیقی نبی تھے۔"

(القول الفیصل، میاں بشیرالدین محمود احمد صفحہ 160)

خود مرزا نے لکھا۔

''یہ بھی تو سمجھو کہ شریعت کیا چیز ہے۔ جس نے اپنی وحی کے ذریعہ سے چند امر و نہی بیان کئے اور اپنی اُمت کے لئے ایک قانون مقرر کیا، وہی صاحب شریعت ہوگیا۔ میری وحی میں امر بھی ہے اور نہی بھی اور اگر کہو کہ شریعت سے وہ شریعت مراد ہے۔ جس میں نئے احکام ہوں تو یہ باطل ہے۔'' (اربعین نمبر 4، صفحہ 45۔83)

اب مرزا کی وحی یا کسی کے اس پر کئے گئے ''الہامات'' کا ذکر بھی ہو جائے۔ خداوند قدوس نے تو فرمایا تھا۔

وما ارسلنا من رسول الا بلسان قومه

ہم نے ہر رسول پر صرف اس کی قوم کی زبان میں وحی نازل کی۔

لیکن مرزا پر کئی زبانوں میں ''وحی'' نازل ہوئی۔ اگرچہ اس نے خود کہا تھا۔

''یہ بالکل لغو اور بیہودہ امر ہے کہ انسان کی اصل زبان تو کوئی اور ہو اور الہام اس کو کسی اور زبان میں ہو۔'' (چشمہ معرفت۔ مرزا غلام احمد قادیانی صفحہ 209)

بیشتر ''الہامات'' اس قسم کے ہیں کہ قرآنی آیات میں کچھ تحریف کر کے مرزا والا الہام بن گیا۔ کچھ الہامات معنوی لحاظ سے عجیب و غریب ہیں۔ مثلاً۔

''انت بمنزلة ولدی'' (تو مجھ سے بیٹے کی بجا ہے) اس سوال کے جواب میں کہ اس الہام کے معنی کیا ہیں، قادیانیوں کا مؤقف ہے کہ کسی کو ''بیٹے کی بجا'' کہنا پیار کے اظہار کے لئے ہوتا ہے۔ ورنہ خود مرزا کہتا ہے کہ خدا بیٹوں سے پاک ہے۔ نہ اُس کا کوئی شریک ہے اور نہ بیٹا ہے۔ لیکن یہ فقراء اس جگہ قبیل مجاز اور استعارہ میں ہے۔

(جماعتِ احمدیہ سے متعلق بعض سوالات کے جوابات۔ صفحہ 39)

بہر حال مرزا کے خدا نے تو اس کو بیٹے کی بجا کہہ ہی دیا۔

قرآنِ پاک میں تحریف کرتے ہوئے مرزا کے ''خدا'' نے بعض جگہوں پر زبان غلط کر دی ہے۔ قرآن نے کہا تھا۔ ''یا آدم اسکن''۔ مرزا کے ''الہام'' میں مخاطب عورت ہوگئی لیکن فعل مذکر ہی رہا۔

''یا مریم اسکن'' (حرفِ محرمانہ۔ از ڈاکٹر غلام جیلانی برق صفحہ 324۔325)

اور مرزا کا خدا تو کوئی سی زبان بھی صحیح استعمال نہیں کرتا۔ اردو ''الہام'' دیکھئے۔

''بہت سے سلام میرے تیرے پر ہوں'' (حقیقۃ الوحی۔ مرزا غلام احمد قادیانی صفحہ 102)

اس پر جوالہامات انگریزی میں نازل ہوئے۔ انکی زبان بھی اتنی ہی غلط ہے جتنی مرزا جیسے "پڑھے لکھے" آدمی کی ہونی چاہیے تھی۔ مثلاً دیکھئے حقیقۃ الوحی۔ مرزا غلام احمد قادیانی صفحہ 303، انگریزی الہامات کے بارے میں حاشیے میں لکھتا ہے۔

"چونکہ یہ غیرزبان میں الہام ہے اور الہامِ الٰہی میں ایک سرعت ہوتی ہے۔ اس لئے ممکن ہے کہ بعض الفاظ کے ادا کرنے میں کچھ فرق ہو اور یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ بعض جگہ خدا تعالیٰ انسانی محاورات کا پابند نہیں ہوتا" (حقیقۃ الوحی صفحہ 304)

ایک خط میں اس سلسلے میں شکوہ کرتا ہے کہ

"چونکہ اس ہفتے میں بعض کلمات انگریزی وغیرہ الہام ہوئے ہیں اور اگرچہ بعض ان میں سے ہندو لڑکے سے دریافت کئے مگر قابلِ اطمینان نہیں۔" (مکتوباتِ احمدیہ، جلد اوّل صفحہ 68)

اور پھر انگریزی الہامات ہی پر کیا منحصر ہے۔ سنسکرت اور عبرانی وغیرہ میں بھی اس پر یہ عنایات ہوتی رہیں۔ لکھتا ہے۔

"زیادہ تر تعجب کی بات یہ ہے کہ بعض الہامات مجھے ان زبانوں میں بھی ہوئے ہیں جن سے مجھے کچھ واقفیت نہیں ہے۔ جیسے انگریزی، سنسکرت، یا عبرانی وغیرہ" (نزول المسیح صفحہ 57)

مرزا کا نام "غلام احمد" تھا۔ لیکن اس کے کئی "الہامات" میں اسے "احمد" کے نام سے پکارا گیا ہے۔ خود اس نے اپنے بارے میں کہا۔

لیکن آخر زماں نامِ من است
آخریں جامے ہمیں جامِ من است

لیکن وہ خود اس حوالے سے ارتقائی منازل ہی طے کرتا رہا۔ اس نے خود یہ اعلان نہیں کیا کہ "۔۔۔**من بعدی اسمہ احمد**" کی آیت کے مصداق حضور نورِ مجسم ﷺ نہیں بلکہ وہ خود ہیں۔ یہ بات تو اس کے بیٹے اور "خلیفہ دوم" نے کہی۔

"اب یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ وہ کون رسول ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد آیا اور اس کا نام احمد ہے۔ میرا اپنا دعویٰ ہے اور میں نے یہ دعویٰ یوں ہی نہیں کر دیا بلکہ حضرت مسیح موعود کی کتابوں میں بھی اسی طرح لکھا ہوا ہے اور حضرت خلیفۃ المسیح اوّل (حکیم نورالدین بھیروی) نے بھی یہی فرمایا ہے کہ مرزا احمد ہیں۔ چنانچہ ان کے درسوں کے نوٹوں میں بھی یہی چھپا ہوا ہے۔ اور میرا ایمان ہے کہ اس آیت (اسمہ احمد) کے مصداق حضرت مسیح

موعود علیہ السلام ہی ہیں۔" (انوارِ خلافت میاں بشیر الدین محمود احمد۔ صفحہ 61)

مرزا بشیر الدین محمود احمد نے 1915ء کے سالانہ جلسے میں تقریر کرتے ہوئے کھل کر کہا کہ

"اسمہ احمد سے حضور محبوبِ خدا علیہ التحیۃ والثناء مراد نہیں ہیں۔"

(الفضل قادیان، 19 اگست، 1916ء)

حالانکہ خود مرزا نے 4 نومبر 1900ء کو "اشتہار واجب الاظہار" میں کہا تھا۔

"ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دو نام تھے۔ ایک محمد صلی اللہ علیہ وسلم، دوسرا احمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ اسمِ احمد اجمالی نام تھا۔ جس سے یہ مطلب تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دُنیا میں آشتی اور صلح پھیلائیں گے۔ سو خدا نے ان دو ناموں کی اس طرح پر تقسیم کی کہ اوّل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مکی زندگی میں اسمِ احمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور تھا اور ہر طرح سے صبر اور شکیبائی کی تعلیم تھی اور پھر مدینہ کی زندگی میں اسمِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور ہوا اور مخالفوں کی سرکوبی خدا کی حکمت اور مصلحت نے ضروری سمجھی۔

(تبلیغِ رسالت جلد نہم، مرزا غلام احمد قادیانی صفحہ 91)

معلوم ہوا کہ مرزا تو "احمد" حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اسمِ مبارک سمجھتا تھا لیکن اس کا بیٹا اس سے بھی دو قدم آگے نکل گیا۔ اس نے واضح طور پر کہا کہ

"احمد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نہیں تھا اور "احمد" کے سلسلے میں قرآن میں جو نشانات ہیں حضور اُن کے مصداق بھی نہیں ہیں اور نہ ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود یہ فرمایا ہے کہ "اسمہ احمد" والی پیشگوئی میرے بارے میں ہے۔" (الفضل 19 اگست 1916ء)

مرزا نے بھی "خاتم" کے معنی مُہر کہہ کر حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر کے ذریعے نبوت کی راہ کھولنی چاہی تھی۔ ان کے صاحبزادے نے بات کو اور بھی واضح کر دیا۔ 1927ء میں اُس سے سوال کیا گیا کہ کیا آئندہ بھی نبیوں کا آنا ممکن ہے تو اُس نے کہا

"ہاں، قیامت تک رسول آتے رہیں گے۔ جب تک بیماری ہے، تب تک ڈاکٹر کی بھی ضرورت ہے۔" (الفضل قادیان 27 فروری، 1927ء)

مرزا نے اپنے آپ کو بہت کچھ بنا لیا تھا۔ وہ مسیح موعود بن بیٹھا تھا۔ (حیاتِ طیبہ از عبد القادر، صفحہ 98۔ تاریخ احمدیت جلد سوم، صفحہ 546۔ تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ 64۔ وغیرہ)

اس نے اپنے آپ کو آدم علیہ السلام، شیث علیہ السلام، نوح علیہ السلام، ابراہیم علیہ السلام، اسحاق علیہ السلام، اسماعیل علیہ السلام، یعقوب علیہ السلام، یوسف علیہ السلام اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مظہر اتم کہا۔

(حقیقۃ الوحی صفحہ 72)

اس نے اپنے آپ کو کرشن بھی قرار دیا (تمۃ حقیقۃ الوحی صفحہ 85) وہ ''مہدی معہود'' بھی بن بیٹھا (سیرت المہدی حصہ سوم صفحہ 169، 170۔ ملفوظات جلد ششم صفحہ 423، وغیرہ) لیکن اس نے کہا کہ مہدی ایک ہی ہونا تھا اور وہ خود اُس کی صورت میں ''ہو گیا''۔ 17 جنوری 1903ء کو ایک مقدمے کے سلسلے میں جہلم پیش ہوا تو خدام کے سامنے تقریر کرتے ہوئے کہا

''مسلمانوں کے تمام فرقے مہدی کے منتظر ہیں۔ مگر مہدی تو بہرحال ایک شخص ہی ہونا تھا اور وہ میں ہوں۔'' (سیرت المہدی حصہ سوم، صفحہ 169)

لیکن ''طنبورۂ مرزا'' کچھ اور کہتا ہے۔ اس کا بیٹا حسبِ عادت اس سے کئی ہاتھ آگے نکل گیا۔ کہتا ہے۔

''مہدی کے متعلق جو پیشگوئیاں ہیں، ان سے معلوم ہوتا ہے کہ کئی مہدی ہوں گے۔ ان مہدیوں میں سے ایک مہدی تو خود حضرت مرزا صاحب ہیں اور آئندہ بھی کئی مہدی آسکتے ہیں۔'' (الفضل قادیان 27 فروری 1927ء)

دُنیا جانتی ہے نبی جھوٹ نہیں بولتا۔ سچا ہوتا ہے۔ آقا ﷺ کو تو آپ کے سخت ترین دُشمن بھی صادق اور امین کہہ کر پکارتے تھے۔ قرآن مجید میں انبیاء کرام کے صدق کو کئی مقامات پر بیان کیا گیا ہے۔ لیکن جس نبوت کی بنیاد ہی جھوٹ پر ہو۔ جو شخص جھوٹی نبوت کا داعی ہو۔ اس کے کلام میں سچ تلاش کرنا بے وقوفی ہے۔ لیکن مرزا کے ''سچ'' کی ایک مثال ضرور ملاحظہ فرمالیں۔ لکھا ہے۔

''بخاری میں لکھا ہے کہ آسمان سے اس کے لئے آواز آئے گی کہ ''ھذا خلیفۃ اللہ المھدی''۔ اب سوچو کہ یہ حدیث کس پائے اور مرتبے کی ہے جو اُس کتاب میں درج ہے۔ جو اصح الکتب بعد از کتاب اللہ ہے۔ (شہادت القرآن۔ مرزا غلام احمد قادیانی صفحہ 41)

صورتِ حال یہ ہے کہ بخاری شریف میں ایسی کوئی حدیث نہیں ہے۔

اس مختصر مضمون میں یہ بات اظہر من الشمس ہو جاتی ہے کہ جن لوگوں نے دین کے محل میں نقب لگانے کی جسارت کی۔ حضور خاتم النبیین ﷺ کے بعد اپنی نبوت کا کھڑاگ کھڑا کیا۔ انہوں نے اگرچہ شیطان کے زیرِ اثر کئی لوگوں کو بوجوہ اپنے چنگل میں پھنسالیا۔ لیکن ان کا جھوٹ ان کی ایک ایک سے، ان کی ایک ایک عبارت سے واضح ہے۔ اب جن لوگوں کے دلوں، کانوں اور آنکھوں پر اللہ نے مہر لگا دی ہو، ان پر احقاقِ حق اور ابطالِ باطل کی کسی کوشش کا مثبت اثر تو ہونے سے رہا۔ مگر ایسے لوگ جو متلاشیانِ حق ہیں، انہیں ضرور غور کرنا چاہئے کہ شیطان کے چیلے چانٹے دین کو کمزور کرنے اور ملت کو پارہ پارہ کرنے کی کوششوں میں کس کس طرح مصروف ہیں۔